ضبط و ترتیب : ادارۃ الحق

# مادی عروج ۔۔۔۔ مگر ۔۔۔۔ روحانی زوال

## مسلمانوں پر اللہ کی نعمتیں ۔۔۔ ناقدریوں کا وبال

## مصائب اور پریشانیوں کے اسباب اور علاج

خطبۂ جمعۃ المبارک شوال ۱۳۹۲ھ

(خطبۂ مسنونہ کے بعد) واتقوا فتنۃً لاتصیبن الذین ظلموا منکم خاصۃ واتقوا اللہ واعلموا ان اللہ شدید العقاب ۔

میرے محترم بزرگو ! اللہ جل جلالہ کے احسانات اور انعامات اس وقت بھی مسلمان قوم کے اوپر جتنے ہیں ۔ اس کا عدو حساب نہیں ۔ جیسے اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں :

وان تعدّوا نعمۃ اللہ لاتحصوھا ان الانسان لظلومٌ کفّار ۔ اگر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو تم شمار کرنا چاہو تو احاطۂ شمار میں نہیں لا سکتے ، بیشک انسان بہت ہی ناشکر گزار ہے ۔

ایک سیکنڈ میں اگر ہوا کو اللہ رب العزت روک دے اور یہ کرۂ ہوا خالی ہو جائے تو کیا ہو ؟ ہم سانس لیتے ہیں اندر ہوا جاتی ہے ۔ اعضاء رئیسہ اور پھیپھڑوں سے گذر کر آلائشوں کو باہر نکال دیتی ہے ۔ سب لوگ جانتے ہیں کہ ہوا مدار حیات ہے اور ہوا کی کوئی قیمت ہمارے پاس نہیں ۔

**مدار حیات نعمتوں کی فراوانی** اور یہ چیز بھی آپ ذہن میں رکھیں کہ جس چیز کی جس قدر ضرورت زیادہ ہے اور جتنی وہ مدار حیات ہے اس کو اللہ تعالیٰ نے اتنا ہی آسان کر دیا ہے ۔ اور جو چیزیں بے مطلب اور بے مقصد ہیں وہ گران اور مہنگی ہوں گی تو ہوا جو مدار حیات ہے ۔ اس پر کسی کا کنٹرول سوائے رب العزت کے نہیں اور نہیں ہر وقت نیند میں ، بیداری میں ، جتنی ہوا کی ضرورت ہے ہم بلا مشقت و ارادہ کے اسے حاصل کرتے ہیں بغیر ہر وقت کے اُسے آسان کر دیا کہ مدار حیات ہے ۔ اس کے بغیر چند منٹ بھی زندہ نہیں رہ سکتے ۔۔۔ پھر پانی کو اللہ رب العزت نے آسان کر دیا گلگت اور کاغان کے

پہاڑوں پر بارش کو برسایا اور وہاں چشمے اور دریا پیدا کئے کچھ پانی اللہ رب العزت نے زمین پر بہایا یا نہروں دریاؤں کے ذریعہ چلایا اور چونکہ انسان کی زندگی میں کبھی ایسا وقت بھی آتا ہے کہ اوپر سطح پر پانی نہ مل سکے خشک ہو چکا ہو، میلا ہو، گدلا ہو، گرم ہو، سڑ چکا ہو تو اسی پانی کو اللہ تعالیٰ نے زمین کی رگوں میں اندر جاری کر دیا۔ تو جہاں نہر دریا نہ ہو چشمہ نہ ہو وہ کنوئیں کھود کر تازہ پانی حاصل کر سکیں گے۔ چونکہ پانی دوسرے نمبر پر مدار حیات ہے۔ ایک دن دو دن اس کے بغیر تو آپ گذار سکیں گے مگر بالآخر تڑپ تڑپ کر پیاس سے مر جائیں گے۔ اس لئے اس کے حاصل کرنے میں کچھ مشقت تو کرنی پڑتی ہے مگر بغیر اجرت کے مل جاتا ہے۔ اسی طرح مثلاً زمین کے اوپر چلنا پھرنا ہے۔ اس کو اللہ نے آسان کر دیا، مفت کر دیا۔ پیادہ چلنے والے کے لئے اب تک کوئی ٹیکس نہیں کہ سڑک پر جانے کا ٹیکس دو اور موٹر اتنی اہم نہیں۔ تو جو اسے چاہے گا تو ٹیکس داخل کرتا رہے گا۔ اس لئے کہ موٹر مدار حیات نہیں۔ ہاں پاؤں سے چلنا ضروری ہے۔ تو اب تک الحمدللہ اس پر کسی کا کوئی کنٹرول نہیں کہ اتنے قدم لئے ہیں۔ تو سو روپے ٹیکس دو۔

**تسخیر کائنات** | حرارت، بجلی اور روشنی کی ضرورت ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے آفتاب کو مسخر کر دیا، ستاروں کو مسخر کر دیا۔ چاند کو مسخر کر دیا کہ وہ بجلی اور روشنی انسان کو مہیا کریں اور میں نے مسخر کا لفظ قرآن مجید سے لیا ہے۔ مسخر اس کو کہا جاتا ہے۔ کہ جو آپ کی خدمت میں لگا ہو آپ کو پتہ بھی نہیں اور اگر کبھی آپ کو پتہ لگ بھی جائے تو آپ نے کبھی زبان سے نہیں کہا کہ اے آفتاب اللہ تجھے خوش رکھے تو نے بڑی مہربانی کی اندھیرے سے بچا دیا گرمی اور حرارت دی۔ کبھی ایسا نہیں کہا نہ کبھی اس کا شکر ادا کیا، ستاروں کی روشنی چاند کی روشنی جو حاصل کرتے ہیں تو کبھی ہم نے چاند سورج کو ستاروں کو دعا دی کہ خدا تمہیں باقی رکھے، ہم تمہارے ممنون ہیں خیال بھی نہیں آتا نہ اجرت دی بلکہ وہ شب و روز ہمارے کاموں میں لگے ہوتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے انہیں مسخر کر دیا کہ انسانی زندگی ان پر موقوف ہے۔

الغرض! اگر آپ اس وقت بھی سوچیں تو اللہ کے کتنے احسانات ہوں گے جو ہمیں اپنے اندر گھیرے ہوئے ہیں۔

**مسلمانوں پر خدا کے مادی احسانات** | پھر مسلمان اگر غور کریں تو جس دور سے آج مسلمان گذر رہا ہے۔ اس دور میں جو مادی احسانات ہیں، اللہ تعالیٰ نے وہ بے شمار نعمتیں مسلمان قوم کو دی ہیں جس کا حد و حساب نہیں۔

**تعداد اور مردم شماری** | مسلمانوں کی مردم شماری اسی کروڑ سے زیادہ ہے۔ اور علماء محققین نے تحقیق کی ہے۔ کہ ہماری تعداد یورپ والے غلط پیش کرتے ہیں۔ یورپ والے دھوکہ باز اور جھوٹے ہیں ورنہ صحیح صورت حال

یہ ہے کہ روئے زمین پر اس وقت جتنی تعداد مسلمان قوم کی ہے اتنی کسی قوم کی نہیں، نہ ہندو کی، نہ سکھوں کی، نہ عیسائیوں کی، نہ بدھ مت والوں کی، نہ یہودیوں کی۔ کفار کی مجموعی تعداد نہیں کہتا۔ مگر دنیا بھر کے الگ الگ مذاہب والوں سے مسلمانوں کی تعداد زیادہ ہے۔ تو یہ بھی خدا کا انعام ہے۔ اکرام ہے۔

**مسلمان حکومتیں** آج جتنی حکومتیں اور ریاستیں ہیں۔ ۲۶ - ۲۷ برس پہلے ایک دور تھا کہ ہم روتے تھے کہ ہم غلام ہیں۔ انگریز کے مظلوم ہیں کچھ زمانہ سکھوں کے غلام رہے ہے۔ لیکن الحمدللہ ہم آج جس دور سے گذر رہے ہیں۔ ۴۶ یا اس سے بھی زیادہ حکومتیں مسلمانوں کی دنیا میں قائم ہیں۔ انڈونیشیا، ملائشیا سعودی عرب افغانستان کو لو، عراق کو مصر کو شام کو الجزائر کو لو۔ پاکستان کو لو افریقہ میں کتنی ریاستیں ہیں جو آزاد ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان حکومتوں کو قائم دائم رکھے اور اتحاد پیدا فرما دے۔ تو انگریز کے دور میں ہم یہ کہا کرتے کہ ہم مجبور اور غلام ہیں ہمیں انگریز دین پر چلنے نہیں دیتا۔ اور غلام کی زندگی کیا ہوتی ہے ——؟ مظلومیت کی زندگی تھی مگر آج تو ہم خود مختار ہیں۔ آزادی ہے، مشرقی ایشیا سے لیکر اندلس تک جائیں، مغرب میں جائیں یورپ افریقہ میں جائیں کتنی ریاستیں ہیں سلطنتیں ہیں۔ ایسا دور تو مدتوں بعد مسلمانوں پر آیا ہے۔ آج ہم اگر اس سے فائدہ نہیں لے سکتے تو خدا نے تو ہمیں موقعہ دیدیا ہے۔

**قدرتی وسائل اور دولت کی فراوانی** آج جتنی دولت مسلمان کے پاس ہے اتنی دولت کبھی بھی مسلمانوں کو نہیں دی گئی تھی۔ آپ نے دیکھا کہ سعودی عرب نے اپنا سونا امریکہ سے نکالنا چاہا تو وہ چلانے لگا۔ سونا ہمارا ہے۔ مگر یورپ کے بنکوں میں پڑا ہوا ہے وہ اپنی تجارت اس سے کرتے ہیں۔ مگر دولت تو ہماری ہے۔ آج یورپ والے کہتے ہیں کہ عنقریب مسلمان ریاستیں دولت میں تمام دنیا میں پہلے نمبر پر آجائیں گی۔ پٹرول مسلمانوں کے پاس، سونے چاندی فولاد کے ذخائر مسلمانوں کے پاس ایک سعودی عرب میں اللہ نے کتنے خزانے رکھے وہاں سے صرف پٹرول نکالا جا رہا ہے، سونا نہیں۔ اس لئے کہ وہ پٹرول کی آمدنی کو سنبھال نہیں سکتے۔ کبھی ایک کو کبھی دوسرے ملک کو دے رہے ہیں۔ امانت کروا رہے ہیں۔ تو وہ اگر سونا چاندی نکالنے لگیں تو خرچ کیسے کریں گے۔ مسلمانوں کے پاس کتنا وسیع وعریض رقبہ ہے اور ذخائر اور معدنیات سے مالا مال ہے —— تو خدائی نعمتوں کی تو ہم پر حد نہیں۔

**سائنس اور صنعت کی روح بھی مسلمانوں کے ہاتھ میں ہے۔** آپ کہہ سکتے ہیں کہ یورپ کے پاس تو سائنس ہے۔ ہمارے پاس سائنس نہیں تو یہ بھی غلط ہے۔ سائنس کے جتنے آلات اور مشینیں ہیں، چاہے ایٹم بم ہو یا ہائیڈروجن۔ چاہے وہ آسمان کے تاروں تک پہنچ جائیں وہ زمین کے گرد فضاء میں گھومیں چاہے ریلوں، موٹروں میں ان تمام چیزوں کی روح پٹرول ہے گیس ہے۔ جیسے

آدمی کی روح ہوتی ہے۔ جسم اس کے بغیر بیکار ہے۔ تو سائنس اور صنعت کی روح اللہ نے مسلمانوں کے ہاتھ میں دیدی۔ ذرا بھی مسلمان پٹرول بند کر دیں تو ساری سائنس اور سارا یورپ ختم دیکھ لیں۔ ذراسی عربوں نے تیل پہ پابندی لگادی، یورپ چلّانے لگا۔ ان کے چھوٹے ٹھنڈے ہوگئے، کسنجر بھی دوڑنے لگ گیا کہ اب تو یورپ ختم ہو جائے گا۔ جاپان اور جرمنی کی صنعت تباہ ہو جائے گی۔

الغرض! ساری صنعت چل رہی ہے پٹرول سے اور پٹرول پر قبضہ ہے مسلمانوں کا اور ایک مہینہ سارا پٹرول کا فروں پر بند کر دیں۔ پھر آپ دیکھ لیں کہ ان کی کیا حالت ہوتی ہے۔ تو یہ نہ کہیں کہ ہمارے پاس سائنس نہیں اس لئے کہ سائنس کی روح تو خدا نے ہمیں دیدی ہے۔ کہ وہ اس امت کی لاج رکھتا ہے کہ مسلمان کبھی یہ نہ کہے کہ ہم محروم ہیں۔

تو بھائیو! مردم شماری ہماری زیادہ، آزاد حکومتیں ہماری زیادہ۔ جس قدر سونا چاندی پٹرول اور ذخائر ہمارے پاس ہیں کسی کے پاس نہیں اگر بنکوں سے اپنا محفوظ سرمایہ نکالیں تو وہ دیوالیہ ہو جائیں۔ مگر باوجود اس کے ہم دنیا کی نظروں میں حقیر ہیں اور اپنے آپ کو بھی حقیر سمجھتے ہیں۔

**حضور اقدسؐ کے دور میں مادی وسائل کی قلت** اور ایک وقت وہ تھا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے وقت کہ جزیرۃ العرب میں نہ سونا تھا نہ چاندی نہ پٹرول نہ فوج نہ پولیس چاروں طرف وہ ملک کافروں میں گھرا ہوا تھا۔ ایک طرف ایران کی سلطنت، کسریٰ دوسری طرف قیصر کی حکومت اور یہ اس زمانہ کے روس امریکہ اور چین تھے ایک طرف مقوقس مصر کا فرباد شاہ دوسری طرف حبشہ کا نجاشی۔ چاروں طرف سے یہ ریگستان گھرا ہوا تھا۔ چاروں طرف سے ایک محصور سرزمین مردم شماری بھی بے حد کم تھی جیساکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

| | |
|---|---|
| واذکروا اذ کنتم قلیلٌ مستضعفون | تم بہت تھوڑے تھے تعداد میں ہر لحاظ |
| فی الارض تخافون ان یتخطفکم | سے کمزور سمجھے جاتے تھے۔ تمہیں ڈر رہتا |
| الناس فآواکم وایدکم بنصرہ | کہ لوگ ہمیں اچک لیں گے۔ پس اللہ نے |
| ورزقکم من الطیبات لعلکم تشکرون | تمہیں ٹھکانا دیا۔ اور اپنی مدد سے تائید کر |

دی۔ اور پاکیزہ نعمتوں سے نوازا تاکہ تم شکر گذار بن جاؤ۔

اور مستضعفین بھی ایسے تھے کہ اس علاقہ اور ملک پر کوئی قبضہ نہیں کرنا چاہتا تھا کہ اسے قبضہ میں لیں تو انہیں تو کچھ دینا ہی پڑے گا۔ کچھ وصول تو ہوگا نہیں۔ قیصر وکسریٰ مقوقس اور نجاشی نے ہاتھ نہیں ڈالا سمجھتے تھے کہ یہاں کی آمدنی تو ہے نہیں، جزیرۃ العرب کے ننگے بھوکے باشندے انہیں تو دینا ہی ہوگا۔

**قلت تعداد و اسباب کے باوجود نصرت خداوندی** | تو حضور اقدس ؐ کے تشریف لے جاتے وقت دنیا میں میرے خیال میں ساری تعداد ۱۰ لاکھ کے لگ بھگ تھی ایک پشاور راولپنڈی کی تعداد بھی اس سے زیادہ ہوگی۔ یہ تو تھا کل اثاثہ مسلمانوں کا۔ مگر اللہ تعالیٰ کی نصرت ان کی شامل حال تھی۔ اللہ کا وعدہ ہے کہ ان تنصروا اللہ ینصرکم ـــــ تم دین کی مدد کیلئے اللہ کے دین کے لئے کھڑے ہوجاؤ اللہ تمہاری مدد کرے گا۔ وہ چوطرفہ کافر ریاستوں میں گھرا ہوا جزیرۃ اور بہت تھوڑے سے مسلمان۔ ان کی حالت یہ تھی کہ وہ دنیا میں پھیل گئے۔ ایک یرموک جیسے دریا اور مختصر سی جگہ میں قیصر روم نے تین لاکھ فوج مقابلہ میں کھڑی کردی، تیس ہزار آدمیوں کو پاؤں میں بیڑیاں پہنا دی گئیں کہ بھاگنے کا تصور بھی ختم ہو۔ طبری نے کہا ہے کہ ایک لاکھ سے زائد آدمی قتل ہوئے آج امریکہ اور روس ایک محاذ پہ تین لاکھ فوج جمع نہیں کرسکتی۔ اس سے آپ قیصر کی قوت کا اندازہ لگا سکتے ہیں کہ جو قیصر یرموک میں تین لاکھ فوج جمع کرسکتا ہے۔ پورے ملک میں پھیلی ہوئی طاقت کتنی ہوگی مسلمانوں کی تعداد زیادہ سے زیادہ تیس ۳۰ پینتیس ۳۵ ہزار تھی لیکن وہ لوگ اللہ کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ انہوں نے اللہ کے دین کی نصرت کی خاطر جانیں پیش کیں تو خدا ہر جگہ فتح ہی فتح دیتا رہا۔

**اسلام استحصالی مذہب نہیں** | حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری دنیا کی سلاطین کے نام گرامی نامہ لکھا اور کہا کہ اَسْلِمْ ـ تَسْلَمْ۔ تو اللہ کا حکم مان تو بالکل محفوظ ہو جائے گا۔ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ ہم تو نہ کسی کی دولت چھیننا چاہتے ہیں نہ کسی کے بنگلے اور جائداد نہ کسی کی ریاست اور حکومت کو۔ ساری ریاستوں کو کہا کہ تمہاری ریاست تمہاری رہے گی حکومت اور دولت تمہاری محفوظ صرف اتنا کہہ دو کہ : لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ ـــــ اس لئے کہ اسلام کا مذہب توڑ پھوڑ کھسوٹ کا مذہب نہیں۔ یہ استحصالی مذہب نہیں۔ نہ استعماری عزائم پہ مبنی ہے۔ یہ تو سلم اور سلامتی امن و امان اور صلح و صلاحیت کا مذہب ہے۔ لیکن وہ لوگ نہ سمجھ سکے انہوں نے اسلام سے ٹکر لی۔ تو آپ جانتے ہیں کہ کہاں گیا کسریٰ، کہاں گیا قیصر روم۔ ھلک کسریٰ فلا کسریٰ بعدہ ـــــ کسریٰ فارس حضرت عمرؓ کے زمانہ میں ختم ہوگیا۔ تو آج تک پھر کسراویت نہیں آئی قیصر چلا گیا تو شام پر آج تک کسی قیصر کی حکومت نہ آسکی عیسائیوں کی حکومت قائم نہ ہوسکی کہاں گیا مصر کا مقوقس۔ حضرت عمرو بن العاصؓ نے مصر فتح کیا آج تک مسلمانوں کے ہاتھوں میں ہے۔ حبش کا ملک تھا۔ اس کو مسلمانوں نے فتح کیا۔

**مسلمانوں کی اصل طاقت** | الغرض ! چاروں طرف مسلمان پھیل گیا کہ اس کے اندر ایک جذبہ تھا۔

کپڑے پھٹے پرانے ہوتے ظاہری اور مادی ساز و سامان نہ تھا۔ تاریخ میں ہے کہ جب رستم ایرانی جرنیل کے پاس ہمارے مسلمانوں کا وفد جاتا ہے تو رستم کہنے لگا کہ یہ کیسے لوگ ہیں پھٹے پرانے لباس میں بالوں میں کنگھی نہیں، تیل بھی نہیں ملتا ہوگا۔ کسی کے پاؤں میں جوتا ہے تو کسی کے خالی ہیں۔ کہا معلوم ہوتا ہے تمہارے ملک میں قحط ہے وہاں کھانے پینے کی چیز مہیا نہیں۔ روٹی کپڑا اور مکان تمہیں مل نہیں رہا ہوگا۔ ہم سے جتنا لینا چاہو ہم دینے کو تیار ہیں۔ آٹا چینی لو، کپڑے لو، دولت چاہو تو لو، یہ سب اندازہ وہ مسلمانوں کی ہیئت گدائی سے لگاتے تھے مگر مسلمانوں نے کہا ہمیں کپڑے روٹی کی ضرورت نہیں۔ ہمارا رازق اللہ تعالیٰ ہے۔ ہم یہاں تمہاری مال و دولت چھیننے نہیں آئے ہم تم سے صرف یہی چاہتے ہیں کہ جس مالک نے ہمیں اور تمہیں بھی پیدا کیا ہمیں صرف اسی کے سامنے سربسجود ہونا چاہیئے۔ بس۔ ہمارا معاملہ لین دین کا نہیں جب وہ لوگ سمجھ گئے کہ سامان رکھنے والے نہیں تو رستم دھمکیوں پر اترا۔

**تم شراب میں مست ہو اور میرے ساتھی خدا کے عشق میں سرشار**

مسلمانوں کے جرنیل حضرت سعدؓ بن وقاص نے کہا کہ بھئی ہم نے تمہاری بہبود اور نصیحت و خیر خواہی کیلئے بہت کچھ کہا مگر تم پر اثر نہیں ہوتا تو یاد رکھو میرے ساتھ ایسے ساتھی ہیں یہ بھوکے پیاسے آپ کو نظر آنے والے یہ خدا کے عشق میں مست ہیں۔ جیسے تم عجمی لوگ شراب پی کر مست ہو جاتے ہو شراب کے اوپر مرتے ہو یہ میرے ساتھی شہادت کی موت پر مرتے ہیں جذبہ تھا۔ چنانچہ دکھا دیا۔ اور آپ کو معلوم ہے کہ جنگ بدر کے موقع پر حضور اقدسؐ کے صحابہ کی تعداد ۳۱۳ ہے، سات کمانیں آٹھ تلواریں ہیں اور مقابلہ میں ایک ہزار مسلح طاقتور فوج ابوجہل کے کمانڈ میں کھڑی ہے۔ حضور اقدسؐ نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ کیا ہم لڑیں تمہاری تو متردد نہیں ایک صحابی حضرت مقدادؓ نے کھڑے ہو کر کہا کہ ہم بنی اسرائیل کیطرح نہیں جو آپ کو کہیں گے کہ: اذھب انت وربك فقاتلا انا ھھنا قاعدون۔

**بنی اسرائیل کی سرتابی**

جب بنی اسرائیل کو موسیٰ علیہ السلام نے کافروں سے جہاد کا حکم دیا کہ باپ دادا کے ملک کو اسلامی ملک بنا دو تو کہنے لگے۔ کہ تو اور تیرا خدا لڑتا ہے۔ تو لڑیں ہم تو یہاں بیٹھے ہیں انا ھھنا قاعدون۔ ہم تو کھڑے بھی نہیں رہ سکتے کھڑے تھے تو بیٹھ گئے تو جانے اور تیرا خدا جانے حضرت موسیٰؑ فرماتے ہیں کہ یا اللہ میں اب کیا کروں قوم کی تو یہ حالت ہے۔ میرا تو اپنے نفس اور اپنے بھائی ہارون علیہ السلام پر اختیار ہے۔ حکم ہو تو لڑنے کے لئے تیار ہیں۔ اللہ تعالیٰ حلیم ہیں مگر بنی اسرائیل نے حد سے تجاوز کیا تو فرمایا کہ اچھا تم بیٹھنا چاہتے ہو تو کہا اب چالیس سال کے لئے اسی وادی تیہ میں بیٹھے رہو۔ دین کے لئے کچھ کرنے کی ہمت نہیں تو اب اسی جنگل میں قید رہو مگر سرگشتہ و حیرانہ تھی کہ پھر

بھی اسے کلاس دیدی۔ اس لیئے کہ تلے ہوئے مرغ، تیتر اور بٹیر ملتے رہے اور شہد جیسی میٹھی چیز بھی صبح و شام ان کے پاس آجاتی مگر تھے چالیس برس تک جیل میں، ۲۰ برس سے زائد عمر والے عہد غلامی کے لوگ اس عرصہ میں انتقال کر گئے اور آزاد فضاء میں جب جوانوں کی نسل پیدا ہوئی تو اس زمانہ کے نبی نے کہا کہ اب جاکر عمالقہ سے جہاد کرو۔

## مادی نعمتوں کے باوجود مصائب اور پریشانی کی حالت

الغرض اس دور میں ہر طرح مادی ترقیات اور ظاہری عروج کے باوجود مسلمان قوم تباہی کیطرف جارہی ہے۔ ہم دنیا کی نظروں میں حقیر ہیں بارشوں کے لیئے روتے ہیں۔ گرانی اور معاشی تنگی پر روتے ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ ہم آپس میں لڑ مرکیوں رہے ہیں۔ تو بھئی یہ تو ساری ہماری شامت اعمال ہے۔

مصیبتوں کی دو قسمیں | میرے محترم بزرگو! مصیبتیں دو قسم کی ہوا کرتی ہیں۔ ایک تو قومی مصیبت جس کو کہا جاتا ہے۔ کہ جس میں عام لوگ مبتلا ہو جائیں۔ مثلاً قحط ہونا، بارش کا نہ ہونا، سیلاب آجانا، زلزلوں کی وجہ سے تباہی، ملک بھر میں پھیل جاتی ہے۔ اور ایک ہوتی ہے انفرادی مصیبت۔ فرد فرد تکلیف میں مبتلا ہو تو یہ حقیقت ہے کہ جو بھی مصیبتیں ہیں اس دنیا میں پیش آرہی ہیں، وہ ہمارے اعمال ہیں، دنیا کے اندر گناہوں کیوجہ سے نہ صرف مجرم اور گنہگار مصیبت میں مبتلا ہوتا ہے۔ بلکہ اس وجہ سے گناہ نہ کرنے والے بھی مبتلا ہو جاتے ہیں۔ ہمارے لیئے تین مواطن اور تین جگہیں ہیں۔ ایک موطن دنیا، دوسرا موطن برزخ اور تیسرا موطن قیامت جس کو آخرت کہا جاتا ہے۔

آخرت کا قانون | تو آخرت کا قانون تو یہ ہے کہ ہر شخص اپنے عمل کی پاداش برداشت کریگا ایک شخص کا بوجھ دوسرے پر قطعاً نہیں ڈالا جائے گا۔ ولا تزر وازرۃ وزر اخرٰی ـــــ یہ قیامت کے دن کا معاملہ ہوگا باپ کے گناہ سے بیٹے کو سزا نہیں دی جائے گی۔ بھائی کی وجہ سے بھائی کو، اگر کسی شخص کو سارے رشتہ دار دوست احباب کہہ بھی دیں کہ میرے اس بوجھ کو ذرا سا اٹھا دو میری کچھ مدد کرو تو کوئی امداد کیلئے نہیں آمادہ ہو سکے گا۔ وان تدع مثقلۃ الی حملھا لا یحمل منہ شیئاً ولو کان ذا قربٰی ـــــ یہ قیامت کا قانون ہے۔

دنیا میں مجرم کیوجہ سے غیر مجرموں پر وبال | اور دنیا کے اندر حکومتوں کا بھی قانون الگ ہے۔ کہ ایک مجرم کیوجہ سے اس کے دوست احباب اور رشتہ دار بھی مصیبت میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اگر کسی مجرم کو پولیس نے پکڑ لیا تو وہ تلاش کریں گے کہ اس کے دوست احباب کون ہیں اس نے رات

ہاں گذاری تھی۔ فرض کیجئے کسی دوست نے رحم اور شفقت سے کام لیکر اسے رات رہنے کی جگہ دی کہ سردی ہے۔ باہر مر جائے گا۔ جگہ دیدی، لیکن صبح جب وہ مسافر جاکر کوئی بڑا جرم کر بیٹھا تو اب پولیس والے آکر رات کی جگہ دینے والے کو بھی ہتھکڑی ڈال دیتی ہے۔ کہ تم بھی شریک ہو، تمہارا بھی اس کے ساتھ مشورہ ہے۔ اس کے بھائی اس کے باپ کو بھی حراست میں لے لیتے ہیں۔ پورے خاندان کی بے عزتی ہو جاتی ہے۔ آگے ہائی کورٹ میں جاکر مسئلے کی اور مقدمے کی تنقیح ہوگی تو اصل مجرم کو سزا دی جائے اور لوگ چھوٹ جائیں گے۔ مگر فیصلے تک سب رشتہ دار اور جاننے والے مصیبت میں ہو جاتے ہیں۔ گناہ ایک نے کیا اور اس کی وجہ سے پوری قوم اور خاندان پریشان ہو جاتا ہے۔ اس کا وبال اس کا بوجھ اوروں پر بھی پڑ گیا کہ کوئی نہ کوئی کوتاہی سب سے ہوئی ہوگی۔

**قوم موسیٰ میں اسکی مثال** بنی اسرائیل کی ایک بڑی قوم تھی۔ حضرت موسیٰؑ کے زمانہ میں بارش بند ہوئی حضرت موسیٰؑ ساری قوم کو باہر میدان میں لے گئے کہ استسقاء کی دعا مانگیں کہ یا اللہ فضل فرما، قحط کو دور کر دے، بارش برسا ہمارے گناہوں کو بخشدے مگر بارش نہ ہوئی حضرت موسیٰؑ کو حیرت ہوئی، عرض کیا کہ یا اللہ میری دعا تو آپ نے ہمیشہ قبول فرمائی۔ مگر اس دفعہ بارش نہیں ہوتی۔ اللہ تبارک وتعالےٰ نے جواب دیا کہ تمہاری اس قوم میں اس مجمع میں ایک مجرم ہے۔ چالیس برس سے وہ ایک گناہ میں مبتلا ہے۔ ۴۰ برس سے میں نے اس کا مؤاخذہ نہیں کیا ہے۔ وہ تو غفور الرحیم ہے مگر اس کے ہاں دیر ہے اندھیر نہیں ہے۔ ظالم کو دیر سے پکڑتے ہیں مگر جب پکڑ لیتے ہیں تو پھر اس کا قلع قمع فرما دیتے ہیں۔ تو چالیس برس تک اسے کچھ نہ کہا۔ مگر وہ شخص اپنے گناہوں سے تائب نہیں ہوتا۔ اب اس کو یہاں سے نکال دو تب دعا قبول ہوگی حضرت موسیٰ نے کھڑے ہو کر اعلان کیا کہ اس بڑے مجمع میں ایک شخص ہے جو خدا کا مجرم ہے۔ یہاں سے نکل جائے۔ اور وہ مجرم بھی کیا تھا جرم بھی عرض کر دوں۔

**اس دور میں منافقت کا نام سیاستدانی رکھا گیا ہے۔** وہ شخص دو مسلمانوں کو آپس میں لڑاتا تھا ہم تو اس چیز کو سیاستدانی سمجھتے ہیں ہمارے ہاں عقلمند اور سیاستدان وہ ہے کہ "اذا حدث کذب" جب باتیں کرتا ہو تو کچھ نمک مرچ جھوٹ کا اس میں ضرور ملا دے۔ ظاہر میں ایک ہو باطن میں کچھ اور ہو۔ یہ منافق کی علامت ہے کہ بات کرے تو جھوٹ بولے وعدہ کرے تو خلاف ورزی کرے اس پر اعتماد کیا جائے تو وہ امانت میں خیانت کرے۔ مگر آج کل یہ تینوں باتیں جس میں زیادہ جمع ہوں وہ بڑے سے بڑا سیاستدان ہوتا ہے۔ چغلخوری کرتا ہے۔ ہر ایک کو جاکر دوسرے کی برائی کرے کہ فلاں تم تمہارا دشمن ہے اس نے یہ باتیں کیں اس کو بھڑکا دیا اس کو غصہ دلایا وہاں سے یہاں آیا اور کہا کہ تجھے معلوم

نہیں فلاں آدمی تو بازار میں بیٹھا تمہارے پیچھے یہ یہ باتیں کر رہا تھا۔ دو مسلمانوں کو ایک دوسرے کا دشمن بنا دیا۔ اب ہر ایک چاہتا ہے کہ بس چلے تو دوسرے کو ذلیل کردوں۔

**چغلخور اور جاسوس** تو جیسا آگ جلانے والا پہلے چھوٹے تنکے جمع کر دیتا ہے۔ پھر اس پر بڑی لکڑیاں رکھ دیتا ہے۔ دیا سلائی لگاتے ہیں۔ آگ بھڑک جاتی ہے تو مسلمانوں کی لڑائی کا آغاز سب سے پہلے چغلخوری کے ذریعہ ہو جاتا ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ لا یدخل الجنۃ نمّامٌ او قتّاط۔ چغلی کھانے والا شخص جنت میں نہیں جائے گا، مخبری کرنے والا نہیں جائے گا۔ دیوار کے پیچھے کان لگا کر باتیں سننے والا کہ اسے اوروں تک پہنچا دے یہ لڑانے والا ہے یہ ملک اور قوم کو تباہ کرنیوالا ہے۔

**مسلمان ملاتا ہے لڑاتا نہیں** مسلمان تو وہ ہے جو ملانے والا ہو لڑانے والا مسلمان نہیں ہوتا۔ مسلمان کی تعریف تو یہ ہے کہ؛ المسلم من سلم المسلمون من لسانہٖ و یدہٖ۔ مسلمان وہ ہے جس میں سلم ہو، صلح ہو، آشتی ہو اور جو اپنی زبان کو قابو میں رکھے جو کہتا ہے پہلے سوچتا ہے۔ کہ اس بات سے کسی کی دلآزاری، کسی کی تذلیل تو نہیں ہوگی کوئی مجھے جھوٹا تو نہیں کہے گا کوئی خلاف واقعہ بات تو نہیں کوئی خلاف عقل چیز تو نہیں، کوئی اس سے مذاق تو نہیں کرے گا۔ تو پہلے تولو پھر بولو مسلمان وہ ہے جس کے ضرر سے دوسرے اس کی زبان کے ضرر سے محفوظ ہوں۔

خیر الناس من ینفع الناس۔ بہترین انسان تو وہ ہے جو مخلوق کو نفع پہنچائے ہمیں تو یہ سبق دیا گیا کہ راستے میں جو ضرر پہنچانے والی چیز ہے تو اُسے بھی ہٹا دو اور یہ ایمان میں داخل بات ہے — وادناھا اماطۃ الاذیٰ عن الطریق — قدم رکھتے ہوئے بھی خیال رہے کہ تمہارے قدموں کے نیچے چیونٹی نہ آئے اس کا بھی سوچے ———۔

الغرض تو وہ بنی اسرائیلی شخص مسلمانوں کو لڑانے والا تھا۔ جیسے ہم سیاست سمجھتے ہیں۔ اس کو ہوشیاری سمجھتے ہیں۔ ہر فریق کو اپنا دوست کہے اور ہو کسی کا بھی دوست نہیں صرف اپنے پیٹ کا دوست ہے۔ بظاہر سب سے نبھاؤ ہے۔ ہر ایک کے ساتھ اس کے مزاج کی باتیں ہیں اپنی بڑائی مخاطب کی بڑائی اور دوسروں کی حقارت یہ چغلخوروں کا کام ہے۔ تو وہ شخص چالیس سال سے چغلخوری کر رہا تھا۔ خدا نے مہلت دی پھر عذاب نازل کیا۔ ساری قوم پہ بارش بند ہوگئی تو خداوند کریم نے فرمایا کہ اے موسیٰ اس کو یہاں سے نکال دو معلوم ہوا کہ برائی کرنے والے کو اگر ندامت نہ ہو اور اسے معاشرے میں رہنے دیا جائے گا تو غیر مجرموں کو بھی اس کی وجہ سے مصیبت اٹھانی پڑے گی — تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کھڑے ہو کر اعلان کیا کہ ایک مجرم کی وجہ سے سارے ملک میں قحط ہے۔

اس مجرم کو ہم کہتے ہیں کہ وہ یہاں سے نکل جائے۔ اس اعلان کے کچھ دیر بعد بادل آیا اور خوب بارش ہوگئی سب نے اللہ کا شکر ادا کیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ یا اللہ جس شخص کی وجہ سے بارش بند تھی یہاں سے عبادت گاہ سے تو کوئی اٹھ کر گیا نہیں مگر بارش ہوگئی۔

استغفار اور توبہ کی وجہ سے مصیبت ٹل گئی

اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا کہ اسی شخص کی وجہ سے بارش ہوگئی۔ اللہ کی رحمت کو دیکھئے۔ اللہ تعالیٰ نے جواب دیا کہ آپ کے اعلان کرنے کے بعد اس نے گریبان میں منہ ڈال دیا رونے لگا کہ یا اللہ تو نے چالیس برس میرا پردہ رکھا۔ میری عزت آبرو رکھی اب اگر یہاں سے اٹھ کر چلتا ہوں تو سب پیچھے دیکھیں گے کہ یہ ہے وہ مجرم جس کی وجہ سے بارش بند ہوئی تو میری بڑی رسوائی ہوگی۔ یا اللہ میری توبہ ہے، میں نادم ہوں، میں عہد کرتا ہوں کہ آئندہ کوئی گناہ نہیں کروں گا تو نے چالیس برس تک میرے عیوب کو چھپا دیا، اب بھی چھپا لے۔ اس نے اخلاص سے کر دیا تو خدا نے بخش دیا۔

| | |
|---|---|
| استغفروا ربکم انہ کان غفارا یرسل | اللہ کے سامنے بخشش کی درخواست کرو |
| السماء علیکم مدرارا ویمددکم | وہ خوش ہوتا ہے بخشنے والا ہے |
| باموال وبنین ویجعل لکم انھارا | پانی بہانے والا بادل تم پر بھیجے گا دریا جاری ہو جائیں گے۔ |

تو بہر حال ایک کے گناہ کی وجہ سے قحط ہوا۔

| | |
|---|---|
| واتقوا فتنۃ لا تصیبن الذین | ڈرو ایسے فتنہ سے جو صرف ظالموں کو |
| ظلموا منکم خاصۃ۔ | اپنی لپیٹ میں نہیں لے گا۔ |

اور پھر ایک کی توبہ کی وجہ سے عذاب رفع بھی ہوا۔ اور پھر حضرت موسیٰ نے اس شخص کا نام پتہ دریافت کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جس جرم اور گناہ یعنی چغلخوری سے میں روکتا ہوں تو خود اس کی چغلی کیسے کروں اور کیسے اپنے بندہ کی پردہ دری کروں تو نام نہیں بتلایا۔

صرف اپنا نہیں اوروں کا کردار بھی درست کرنا ضروری ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ فرمایا۔ اے لوگو اس آیت کی وجہ سے کسی غلط فہمی میں نہ پڑنا۔

| | |
|---|---|
| یا ایھا الذین آمنوا لا یضرکم من | اے مسلمانو اگر تم سیدھے راستے پر چلنے |
| ضل اذا اھتدیتم۔ | لگو تو گمراہوں کی گمراہی تمہیں کوئی ضرر نہیں پہنچائے گی۔ |

آیت کا ظاہری مفہوم تو یہ ہے۔ اور آج بھی لوگ کہتے ہیں کہ ہر شخص اپنی قبر میں دفن ہوگا۔ ہمیں اس سے کیا کہ نماز پڑھے نہ پڑھے۔ گھر کے لوگ نماز پڑھیں یا نہ پڑھیں۔؟ ہمارا بھائی جُوا کھیلتا ہے تو کھیلتا رہے۔ وہ اپنی قبر میں میں اپنی قبر میں جاؤں گا۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ میں نے یہ حدیث سنی ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ دیکھو جو ظالم ہوگا تمہارے اندر، اس کے دونوں ہاتھوں کو مضبوطی سے پکڑ لو روک لو اس کو ظلم سے اور نہایت سختی سے اس کو ظالم سے روک دو ورنہ اگر تم نے اس کی پرواہ نہ کی قاتل کو قتل سے ظالم کو ظلم سے نہ روکا تو حضورؐ نے فرمایا کہ تمہارے اوپر ایسے عذاب آئیں گے کہ تم ہاتھ اٹھا اٹھا کر روؤ گے کہ یا اللہ یہ عذاب ہم سے اٹھا دے لیکن تمہاری دعائیں بالکل قبول نہ ہوگی۔ اس لئے کہ تم نے ظالم کو ظلم سے نہیں روکا۔ گویا حضرت ابوبکرؓ نے بتلا دیا کہ لا یضرکم تب ہے کہ اذا اھتدیتم۔ جب تک تم سیدھی راہ پر چلتے رہوگے اور اھتدا مسلمانوں کا یہ نہیں کہ صرف اپنا کردار ٹھیک کر دے بلکہ دوسروں کے کردار کو بھی درست کرائے تبلیغ کرنا وعظ و نصیحت کرنا امر بالمعروف عن المنکر کرنا یہ اھتدا میں شامل ہے۔

من رای منکم منکراً فلیغیرہ — برائی دیکھ کر طاقت ہے تو اسے ہاتھ
بیدہ والا فبلسانہ والا فبقلبہ۔ — سے مٹا دے نہیں تو زبان سے یہ بس بھی
نہ چلے تو دل سے اس کو برا سمجھے ـــــــ۔

اولاً حکومت کا فرض ہے کہ برائی کے خلاف جہاد کرتے رہنا ایمان کا تقاضا ہے۔ اگر یہ طاقت بھی نہ ہو تو دل میں تو اس چیز کو نہایت برا سمجھے۔ لیکن آج تو برائی کو اچھائی ثابت کیا جا رہا ہے ہماری دوستی اور محبت سب سے بڑھ کر اس شخص کے ساتھ ہے جو سب سے زیادہ خراب ہو۔ سب سے زیادہ قدر اس کی ہے جو غنڈہ ہے کہ یہ شخص کام کا ہے۔ یہ دوسرا صوفی، ملّا کیا کر سکتا ہے۔؟ اس کے ہاتھ میں ہے کیا۔؟ تو ایسے وقت میں خدا کے عذاب آئیں گے۔ تم دعائیں کرتے رہوگے کہ یا اللہ مصیبتیں دور فرما، مگر تمہاری دعائیں کون سنے گا۔ اذا اھتدیتم۔ تب ہوگا کہ دوسروں کو بھی سیدھے راستہ پہ چلاؤگے امر بالمعروف کروگے اور اگر اوروں کا ہاتھ نہ روکا تو ایک کے جرم سے دوسرے بھی پکڑے جائیں گے۔ گنہگاروں کی وجہ سے بے گناہ بھی مبتلا ہوں گے۔ آج گرانی سب پر ہے۔ بارش سب پہ نہیں برستی، بہت سے نمازی بھی قحط اور آفات میں مبتلا ہوگئے ہیں۔ اس لئے کہ اکثریت بے دین ہے۔ ۹۰ % بے نماز ہیں، دس فیصد نماز پڑھ بھی لیں مگر ان کے گھر میں بھی دس بے نماز ہیں ـ اپنے بیوی بچوں اہل و عیال کی بے نمازی کی پرواہ نہیں ہوتی۔ کہہ دیتا ہے کہ میں نے کہہ دیا مگر مانتے نہیں حالانکہ

اس سے کام نہیں چلے گا ، بار بار کہنا اور ہر وقت اس میں لگے رہنا ضروری ہے۔

**ایک نبی کا واقعہ** | ایک دفعہ بیت المقدس پر تباہی آئی ایک پیغمبر وہاں سے گزرے ، دیکھا کہ ساری آبادی عمارتیں اوندھی پڑی ہیں۔ تباہی سے سارا شہر برباد ہو چکا ہے۔ انہوں نے عرض کیا یا اللہ یہ تو سب لوگ مر گئے اس میں تو بوڑھے بچے بھی ہوں گے۔ اس میں تو بے گناہ بھی ہوں گے۔ اگر عذاب آنا تھا۔ تو جو مجرم تھے وہ پکڑے جاتے۔ یہ ایک طالبعلمانہ سوال تھا نبی کا اس نے اپنے مولیٰ سے دل کی بات عرض کر دی۔ اس وقت تو جواب نہ ملا۔ مگر راستہ پر جاتے ہوئے تھک گئے۔ ایک درخت کے سائے میں استراحت فرمایا۔ تو ایک چیونٹی نے آکر انہیں بری طرح کاٹ دیا۔ نیند سے اٹھ بیٹھے، ساتھی بھی ساتھ تھے فرمایا مسافر یہاں ٹھہرتے ہیں۔ یہ چیونٹی تو بڑی موذی ہے۔ مسافروں کو تکلیف دے گی۔ فرمایا اس کے سارے سوراخ کھود کر ختم کر دو۔ جلا دو۔ اسے سارے سوراخ کو جلا دیا گیا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ کیطرف سے جواب آیا: ھلا نملۃ واحدۃ۔ تجھے تو ایک چیونٹی نے کاٹا تھا تو نے تو ساری چیونٹیوں کو یہاں سے بے گھر کر دیا۔ مار ڈالا۔ ایک تو یہ جواب تھا کہ بچھو سے بچھو ہی پیدا ہو گا۔ ایک بچھو نے آپ کو کاٹا آپ سارے کے سارے بچھو قتل کرتے رہتے ہیں کہ سب کی طبیعت میں نیش زنی ہے۔ ایک سانپ نے کاٹا مگر جو بھی سانپ ملے سب کو قتل کرتے ہیں کہ سب کی طبیعت ایک جیسی ہے۔ ایک کو موقع کاٹنے کا ملا اوروں کو ملا نہیں ورنہ مزاج سب کا یکساں ہے۔ پھر اس کے علاوہ یہ دنیوی قانون ہے کہ گنہگار کیوجہ سے غیر مجرم بھی عذاب میں آجاتے ہیں۔

**مسلمانوں کے باہمی اختلافات بھی عذاب کا نمونہ ہیں۔** | بھائی آج ہمارے مصائب اور تکالیف کے ذمہ دار ہم خود ہیں۔ مسلمانوں کا آپس میں تشتت و افتراق۔ ایک دوسرے کی ٹانگیں کاٹنا یہ بھی ایک عذاب ہے۔ اور ساری قوم اس کی لپیٹ میں ہے۔ اور حضورؐ نے دعا فرمائی کہ یا اللہ میری امت ساری کی ساری کافروں کی غلام نہ بن جائے اللہ نے قبول کی پھر دعا کی یا اللہ ساری کی ساری امت قحط سے مسخ سے قذف سے ہلاک نہ ہو۔ یہ بھی قبول ہو گئی۔ پھر دعا کی یا اللہ میری امت آپس میں نہ لڑے۔ فرمایا یہ دعا نہ کرو جب یہ بدعمل ہو جائیں تو ایک دوسرے کی گردن کاٹیں گے کچھ نہ کچھ سزا تو انہیں دنیا میں ملتی ہی ہے۔ تو آج امت کا باہمی مخالفت اور ایک دوسرے کے گلے کاٹنا ایک دوسرے کی توہین و تذلیل بارش نہ برسنا گرانی، یہ سب عذاب ہیں۔ اور ہر شخص گریبان میں منہ ڈال کر سوچ سکتا ہے۔ گھر میں جاکر جائزہ لے سکتا ہے۔

**توبہ اور رجوع الی اللہ** | سب کا علاج وہی ہے۔ جو اس اسرائیلی نے اختیار کیا یعنی توبہ وندامہ

اور دینی حالت میں تبدیلی۔ اللہ کا ارشاد ہے: استغفروا ربکم انہ کان غفارا یرسل السماء علیکم مدرارا ـــــ حدیث قدسی میں ہے: کلکم خطاءون وخیر الخطائین التوابون۔ کہ خطاکار تو سب ہیں مگر خطاکاروں میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنے گناہوں سے تائب ہو جائے۔ دین کیطرف اللہ کیطرف پلٹ جائے۔ اللہ توبہ سے بڑا خوش ہوتا ہے۔ صبح کا بھولا ہوا اگر شام کو بھی گھر واپس آجائے تو اسے بھولا ہوا نہیں کہتے۔ افلاطون نے حضرت موسیٰؑ سے امتحاناً پوچھا کہ آسمان کمان بنے۔ مصائب اور آفات تیر ہوں اور تیر انداز خود اللہ تعالیٰ ہو۔ مصیبتوں کی بارش برسے تو بچنے کی صورت کیا ہے۔ فرمایا تیر پھینکنے والے کے دامن میں آجاؤ، بچ جاؤ گے۔ افلاطون سمجھ گیا کہ یہ نبی کا جواب ہو سکتا ہے تو ہمارا گھر بھی اللہ ہی کا در ہے۔ اگر جوانی بھولے میں گذری، بڑھاپے کی شام میں اللہ کے در پر آجاؤ۔ یا اللہ مجھ سے غلطی ہوگئی آئندہ آپ کی نافرمانی نہیں کروں گا۔ تو پھر بھی وہ بڑا مہربان ہے۔ بڑا رحیم ہے، وہ بڑا کریم ہے۔ اور جب اکثریت اللہ کیطرف متوجہ ہوگی تو خدا کی رحمت متوجہ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ تمام مسائل حل فرما دے گا۔ ایک صحابی فرماتے ہیں کہ جب کوئی مسئلہ پیش آتا حضورؐ تلوار حمائل کر لیتے وہ مسئلہ حل ہو جاتا ـــــ مگر آج کیا حالت ہے۔ ایک سوراخ بند کرتے ہیں تو سو سوراخ کھل جاتے ہیں۔ ایک دروازہ بند کرتے ہیں تو سو دروازے کھل جاتے ہیں۔ اور جب تک ہم رجوع الی اللہ نہیں کریں گے مسائل ختم نہیں ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ رحمان ورحیم ہے، فرماتا ہے: یاایھا الذین آمنوا توبوا الی اللہ توبۃً نصوحاً اخلاص کے ساتھ توبہ کرو یغفرلکم۔ امید ہے کہ وہ تمہیں بخشدے گا۔ توبہ دل سے ندامت کہ یا اللہ شرمندہ ہوں۔ تیری کفران نعمت کی ہے۔ تیرے احسانات کے مقابلہ میں ناشکریاں کیں۔ اب میں قصد کرتا ہوں کہ آئندہ کے لئے برائی کیطرف نہ جاؤں گا۔ دیکھو پھر بھی اگر بمقتضائے بشریت کوئی غلطی ہو جائے۔ پھر ہو جائے۔ پھر ہو جائے۔ پھر توبہ کرلو۔ لیکن ہر توبہ کے ساتھ آئندہ قصد ہو کہ گناہ کے نزدیک بھی نہیں جاؤں گا۔ تو وہ معاف کردے گا۔ مگر ہم تو اس کی طرف جھکتے بھی نہیں کہ چلو بخش دے گا۔ وہ غفور الرحیم ہیں، چلو بخش دے گا۔ مگر وہ تو اس کی مرضی پر ہے، یہ کیا ضروری ہے کہ بخشدے۔ ایک پیالہ زہر کا تمہارے سامنے کوئی رکھ دے کہ بھئی پی لو اللہ کا نام لے کر وہ مہربان اور غفور الرحیم ہے۔ بچا دے گا۔ تمہیں تندرست رکھے گا۔ بھائیو! پھر یہ زہر کا پیالہ پی لوگے ـــ؟ ہزاروں دفعہ کہہ دو کہ خدا غفور الرحیم ہیں، پی لو، مگر کبھی نہیں پیئے گا۔ لیکن جب گناہ کا مسئلہ آئے تو چلو خدا مہربان ہے، سب کچھ کرلو ـــ تو بھائیو! ٹھیک ہے خدا کی رحمت سے ناامید ہی نہیں مگر پھر بھی کچھ نہ کچھ اس کیطرف رجوع ہونا چاہیئے ـــ یا اللہ اس پوری امت کو بھلائیوں سے مالامال کردے آمین

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔